اسلام نے اپنی حسین تعلیم کے ذریعہ ساری دنیا پر غالب آنا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم فروری ۱۹۸۰ء بمقام دارالذکر لاہور)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

کئی سالوں کے بعد یہاں آنا ہوا ہے۔ مجھے یہ احساس نہیں تھا کہ یہ مسجد جو بنانے والوں نے بہت بڑی بنائی ہوئی تھی اس وقت، اس قدر چھوٹی ہو چکی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے کہیں زیادہ وسیع مسجد بنانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ سورۂ انعام میں فرماتا ہے:-

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ. مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ. (الانعام: ۱۵ تا ۱۷)

اسی طرح سورۃ یونس میں ہے:-

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ. قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا

مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (یونس: ۱۶، ۱۷)

اس کا ترجمہ تفسیر صغیر سے یہ ہے قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا تو کہہ کیا میں اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کوئی اور دوست بناؤں حالانکہ وہ (سب انسانوں کو) کھلاتا ہے اور (کسی کی طرف سے) اسے رزق نہیں دیا جاتا۔ کہہ دے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں سب سے بڑا فرمانبردار بنوں اور یہ کہ (اے رسول) تو مشرکوں میں سے مت بنیو۔ تو کہہ دے کہ اگر مَیں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مَیں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس پر سے وہ (عذاب) ٹلایا گیا تو (سمجھ لو کہ) اس دن اس پر خدا نے رحم کر دیا۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ اور جب انہیں ہماری روشن آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے وہ کہہ دیتے ہیں کہ (اے محمد) تو اس کے سوا کوئی اور قرآن لے آ۔ یا اس میں (ہی کچھ) تغیر (وتبدل) کر دے۔ تو (انہیں) کہہ (کہ یہ) میرا کام نہیں کہ میں اس میں اپنی طرف سے (کوئی) تغیر (وتبدل) کر دوں۔ میں (تو) جو (کچھ) مجھ پر (وحی سے حکم نازل) کیا جاتا ہے اسی کی پیروی کرتا ہوں اور اگر مَیں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مَیں ایک بڑے (ہولناک) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (کہ مجھے نہ آ پکڑے)۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ اور تو (انہیں) کہہ کہ اگر اللہ کی (یہی) مشیت ہوتی (کہ اس کی جگہ کوئی اور تعلیم دی جائے) تو مَیں اسے تمہارے سامنے پڑھ کر نہ سناتا اور نہ وہ (ہی) تمہیں اس (تعلیم) سے آگاہ کرتا۔ چنانچہ اس سے پہلے میں ایک عرصۂ دراز تم میں گذار چکا ہوں کیا پھر (بھی) تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

سورۃ انعام کی جو آیات ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ یہ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے نہ آسمان پیدا ہو گئے، نہ زمین معرض وجود میں آئی اور آسمانوں اور زمین پر جب تم غور کرو جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیۃ: ۱۴) کہ اے انسانو! تمہیں اپنی بقا کے لئے اور اپنی نشو ونما کے لئے اور اپنی بھرپور

زندگی کے لئے جو کچھ بھی چاہیئے وہ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ہی کی طرف سے ملتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں، کوئی بغیر استثنا کے کہ جس نے تمہیں کوئی ایسی چیز دی ہو جو خدا نے نہیں دی۔ سب کچھ خدا نے دیا۔ کوئی ایسی ہستی نہیں جس سے تم وہ پاؤ جو تم اللہ سے، اپنے پیدا کرنے والے رب سے نہ پاسکو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ اعلان کردو کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کہ میں اس اطاعت گزار گروہ میں سے جو میری بعثت کے بعد امت محمدیہ کہلائے گی اور اس امت میں جو اطاعت گزار ہوں گے۔ سب سے بڑا اطاعت گزار، فرمانبردار سب سے بڑا مسلمان ہوں۔ یہ اعلان کردو کہ یہ حکم ہے کہ میں ایسا بنوں سب سے بڑا مسلمان بنوں یعنی جس قسم کی اطاعت کے نظارے میری امت مجھ میں دیکھے وہ ایسے ہوں کہ کوئی اور انسان اس قسم کی فدائیت کے اور ایثار کے نظارے خدا تعالیٰ کے سامنے جو وہ فدائیت اور ایثار کے اعمال بجالا رہا ہو کسی کو نظر نہ آئیں۔ سب سے بڑا، سب سے بہتر مسلمان، سب سے زیادہ اطاعت گزار اور فرمانبردار بننے کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور دوسرے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی قسم کا بھی میں شرک نہ کروں۔

شرک صرف ظاہری نہیں ہوتا۔ شرک باطنی بھی ہے۔ شرک صرف یہ نہیں کہ کسی کی پرستش کی جائے شرک یہ بھی ہے کہ کسی سے ایسی امید رکھی جائے جو غیر اللہ سے نہیں رکھنی چاہیئے۔ شرک یہ بھی ہے کہ انسان خدا سے سب کچھ پانے کے بعد یہ سمجھنے لگے کہ اپنی ذات میں میرے اندر کوئی خوبی یا بڑائی یا حسن یا طاقت ہے۔ شرک یہ بھی ہے کہ ہم دوائی کے متعلق یہ سمجھیں کہ اس نے ہمیں شفا دی۔ شرک یہ بھی ہے کہ انسان غلطی خود کرے اور مَرِضْتُ نہ کہے کہ میں اپنی غفلت اور گناہ کے نتیجہ میں بیمار ہوا بلکہ اپنی مرض کو، اپنی تکلیف کو، اپنی پریشانی کو اپنے محسن رب کی طرف اپنی حماقت کے نتیجہ میں منسوب کرنا شروع کردے۔ ہزار ہا قسمیں شرک کی ہیں۔ بعض شرک کی ایسی قسمیں ہیں جن سے پرہیز کرنے کا حکم عامۃ الناس کو ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عامۃ الناس کو کہ بوڑھی عورتوں کی طرح کا ایمان لے آؤ خدا تعالیٰ تم پہ رحم کرے گا لیکن وہ جو خدا تعالیٰ کی محبت کی راہ میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور

خدا کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں ہر وقت زندگی کے ہر لحہ میں اپنا محاسبہ کرنا پڑتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات سرزد نہ ہوجائے جس سے ہمارا پیارا ہم سے ناراض ہوجائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ کسی قسم کا بھی کوئی شرک ہو اس کو نہیں کرنا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ یعنی جیسے سب سے بہتر، سب سے بڑا فرمانبردار بننا ہے ویسے ہی سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والا اور استغفار کرنے والا اور خدا کی پناہ کی تلاش کرنے والا اور خدا کی پناہ پانے والا بننا ہے۔

اور اس حکم کے بعد کہ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ یہ فرمایا قُلْ یہ بھی اعلان کردو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ اعلان کردو اِنِّیٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔ میں اپنے رب کی نافرمانی کروں میں تو بڑے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جیسا کہ انہی آیات میں اشارہ ہے یہ ہولناک دن جو ہے یہ حشر کے دن جو معاملہ کیا جائے گا انسانی ارواح سے اور فیصلہ ہوگا کہ جہنم میں جانا ہے یا جنت میں جانا ہے یہ وہ دن ہے عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ جس کے متعلق کہا گیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ اول المسلمین بننا ہے۔ حکم ہے کہ شرک کی کوئی ملونی تمہاری زندگی میں نہیں ہونی اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں دوسری آیت جو دی ہے اس میں پھر یہ اعلان ہے کہ جو مجھے حکم تھا اس کے مطابق میں نے اپنی زندگی گزاری۔

ان تمام احکام کے باوجود یہ حکم بھی ساتھ ہے۔ حکم نہیں یہ اعلان بھی ساتھ ہے۔ اِنِّیٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔ یہ کہنے والے میں اور تم یا اور دوسرے لوگ نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کردو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے ہیں اِنِّیٓ اَخَافُ میں ڈرتا ہوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے خدا کی نافرمانی کی تو میں بھی عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

پانچویں بات ان آیات میں یہ بتائی گئی ہے کہ یہ جس کو عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ کہا گیا ہے اس دن جس دن یہ عذاب ٹالا جائے گا۔ جسے اس عذاب سے حفاظت مل جائے گی اللہ تعالیٰ کی۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اس پر نازل ہو رہی ہوگی جس کی وجہ سے وہ عذاب سے بچے گا اور

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نتیجہ میں اس نے خدا کے فضل سے کامل اطاعت کی توفیق پائی ہوگی اور یہ جو ہے بچنا یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ فَوْزٌ عَظِيْمٌ ہے یہ۔ عربی زبان میں عظیم کا لفظ بولا جاتا ہے کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں اور سب سے بڑی کامیابی انسان کو اپنی زندگی میں جو پھیلی ہوئی ہے دنیوی اور اخروی ہر دو زندگیوں پر یہ ہے کہ جس وقت حشر کا دن ہوگا اور جس کا ایک پہلو یہ ہے کہ کچھ لوگ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ کے مستحق ٹھہرائے جائیں گے۔ اس دن جن جن لوگوں کو عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ کا مستحق نہیں ٹھہرایا جائے گا اور یہ عذاب ان سے ٹالا جائے گا اور اس عذاب سے ان کو محفوظ رکھا جائے گا، اس سے بڑی انسانی زندگی میں اور کامیابی نہیں ہوسکتی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ (الانعام:۱۸) اور اگر اللہ تجھے کوئی ضرر پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور نہیں کرسکتا۔ یہ ضرر پہنچانا جو ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے گرفت یہ کئی قسم کی ہے۔ اس زندگی میں ضرر پہنچانے کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ جیسا میں نے ابھی کہا۔ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعرآء:۸۱) انسان کو اللہ تعالیٰ اس بات میں حفاظت نہیں دیتا کہ وہ غلطی نہ کرے اور بیمار نہ ہو اور اس کے نتیجہ میں بیمار ہو جائے تو یہ ضرر بھی اللہ تعالیٰ کی اس سہولت کی وجہ سے، اس اختیار کی وجہ سے ہے کہ وہ غلطی کر جائے۔ کھانے میں بدپرہیزی کر جائے۔ وہ سردی سے اپنے جسم کی حفاظت نہ کرے اور اس کے جگر کو ٹھنڈ لگ جائے۔ اس کا نظام ہضم خراب ہو جائے گا تو سَخَّرَ لَكُمْ کے اندر یہ آ جائے گا۔ اسلام نے یہ عقیدہ نہیں اپنایا کہ تکلیف پہنچانے والی کوئی اور ہستی ہے اور تکلیفیں دور کرنے والی کوئی اور ہستی ہے۔ وہ ایک ہی خدا ہے جو اختیار دیتا ہے انسان کو کہ غلطی کرنا چاہتے ہو، کرلو نتیجہ بھگتو گے اس کا۔ لیکن جہاں یہ اعلان کیا کہ جب غلطی تم کرو گے تو یہ یاد رکھو کہ میں ہمیشہ توبہ قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔

فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ جب غلطی کرو۔ اِذَا مَرِضْتُ کی مثال ہی میں پھر لیتا ہوں بیمار ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد اگر یہ سمجھو کہ اس بیماری کو دور کرنے کے لئے مجھے خدا کے علاوہ بھی کسی چیز کی ضرورت ہے تو یہ شرک ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ اس

ضرر کو سوائے خدا کے اور کوئی دور نہیں کر سکتا۔ ہاں اس نے دوائیں پیدا کیں کسی اور نے تو نہیں پیدا کیں۔ اس نے انسانی ذہن یا انسانی اذہان میں سے بعض ذہنوں کو یہ قابلیت اور استعداد دی کہ وہ طب کے میدان میں آگے نکلیں اور مہارت حاصل کریں۔ جب طبیب کے پاس ہم جاتے ہیں تو اس لئے نہیں جاتے کہ طبیب اپنی ذات میں کوئی طاقت رکھتا ہے شفا دینے کی، شفا خدا نے دینی ہے۔ بڑے بڑے ماہر طبیب غلطی کرتے اور اپنے مریضوں کی موت کا سبب بن جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعا گو چھوٹے قسم کے طبیب غلطی نہیں کرتے اور دعاؤں کے نتیجے میں اپنے مریضوں کی شفا کا موجب بن جاتے ہیں۔ تو فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ یہ شرک کے بہت سارے یا قریباً سارے ہی جو پہلو ہیں ان کو یہاں کاٹ کے رکھ دیا۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ اگر تمہیں کوئی خیر اور بھلائی پہنچے تو تمہیں یہ بھولنا نہیں چاہیئے کہ ہر خیر اور بھلائی کا سرچشمہ اور منبع جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ تمہارا دوست تمہیں بھلائی نہیں پہنچا سکتا، خیر نہیں پہنچا سکتا جب تک خدا نہ چاہے۔ تم خود اپنے آپ کو خیر نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (الانعام:۱۹) وہ اپنے بندوں پر غالب اور متصرف بالا رادہ ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں خدا تعالیٰ کی جو طاقتیں ہیں ان سے باہر نکل کے اس کے احکام اور اوامر اور اس کی منشا سے دور جا سکتا ہوں۔ نہیں۔ وہ اپنے بندوں پر غالب ہے، ہاں اس کا یہ جو غلبہ ہے اس کا سلوک تصرف بالا رادہ ہونے کی حیثیت کے لحاظ سے جو ہے وہ اس کی ان دو صفات کے ماتحت ہے۔ بڑی حکمتوں والا ہے۔ اپنی حکمتوں کو سامنے رکھ کے وہ اپنے فیصلے کرتا ہے اور سب حالات سے باخبر ہے۔ وہ باخبر تھا جس طرح قرآن کریم میں آتا ہے کہ ایک نیک کی اولاد کے خزانہ کی حفاظت کر لی اور ایک نیک کو برائی سے بچانے کے لئے اس کے بچے کی موت کا سامان پیدا کر دیا۔ تو وہ خبیر ہے اور حکمتِ کاملہ کا مالک ہے۔

سورۃ انعام کی جو یہ آیات ہیں اس میں جو بنیادی چیز آپ کے دماغ میں میں چاہتا ہوں حاضر رہے وہ یہ ہے کہ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ پاک اور مطہر اور خدا تعالیٰ کے پیارے اور محبوب رسول ہیں۔ کوئی انسان ایسا

نہیں جو آپ کی گرد کو بھی پہنچ سکے اور دوسرے یہ بات کہ اس کے باوجود سورۃ انعام میں آپ سے یہ بھی کہلوایا گیا اِنِّیٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر مَیں نے، محمد نے بھی نافرمانی کی اپنے رب سے تو عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ سے مجھے کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

یہ نافرمانی کرنا جہاں تک خدا تعالیٰ کی اس محبت کو ہم دیکھتے ہیں جو آپ کے ساتھ تھی جہاں تک آپ کے عشق کو دیکھتے ہیں جو اپنے محبوب خدا کے ساتھ تھا بالکل ناممکن ہے۔ یہ اعلان کیوں کیا گیا؟ ہمارے لئے کیا گیا۔ ہمیں بتانے کے لئے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہم کہلواتے ہیں اِنِّیٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ تو تم اپنی فکر کرو۔

اس کے بعد ہم آتے ہیں سورۃ یونس میں وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآنِ مبین کی جو اٰیَات بَیِّنٰت ہیں جب ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو سننے والوں میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو ان آیات بیّنات کو سن کر انہیں سمجھنے کی کوشش کر کے، ان آیات بیّنات کی ہدایت پر عمل کر کے، جن راہوں کی نشاندہی وہ کر رہی ہیں ان راہوں پر چل کے خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کی بجائے کیونکہ وہ خدا پر ایمان نہیں لاتے، وہ خدا تعالیٰ کا انکار کر رہے ہوتے ہیں اور اپنی فطرت کی جو صحیح استعدادیں ہیں ان کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا نور حاصل کر کے راہ مستقیم پر چلنے کی بجائے خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا آیات بیّنات قرآن مبین نے پیش کر دیں انسان کے سامنے لیکن انسانوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کہ خدا تعالیٰ سے ملنے کی امید نہیں رکھتے۔ خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کیا ہوا ہے انہوں نے۔ جو دہریہ ہیں یا جن کا تصور اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک دھندلا سا اور غلط ہے وہ اس کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت نہیں رکھتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سارا کچھ خدا تعالیٰ نے نازل نہیں کیا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے بنایا ہے اور کہتے ہیں یہ عزت اور شرف کو قائم کرنے والی تعلیم ہمیں نہیں چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تک پہنچانے والی صراطِ مستقیم، روشن اور منور اور ظاہر اور کشادہ جو ہے اس کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہ نہیں چاہیئے ہمیں۔ ایک نیا قرآن بنا کے دو ہمیں۔ جو ہماری مرضی کے مطابق ہو یا ہماری مرضی

کے مطابق اس میں ردو بدل کردو۔ پھر ہم اس کی طرف توجہ کریں گے۔

قُلْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دو دنیا کو مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مجھ میں قدرت نہیں کہ میں خدا تعالیٰ کے کلام میں اپنی طرف سے کچھ تبدیلی کردوں۔ یہ جو پہلی چیز تھی نا۔ ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَاۤ اس کے متعلق اگلی آیت میں جواب دیا جب یہ کہا گیا تھا کہ اسے بدل دو ہمارے لئے تو اس کا جواب قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ میں دیا کہ انہیں کہہ دو خدا کا کلام ہے۔ خدا کے کلام میں کوئی اپنی طرف سے تبدیلی نہیں کرسکتا۔ یہ قدرت نہیں ہے اسے۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ یہاں قدرت کے کیا کیا معنے ہمارے سامنے آتے ہیں۔

گیارھویں بات یہاں بتائی کہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ میں اپنی طرف سے تو کوئی نظامِ حیات نہیں تمہیں دے رہا۔ میں اپنی طرف سے کوئی تعلیم تمہارے سامنے پیش نہیں کر رہا۔ اس میں کچھ بدل نہیں سکتا۔ مجھ میں قدرت نہیں کہ میں اپنی طرف سے کچھ تبدیل کروں اس لئے کہ میں اپنی طرف سے تمہیں کچھ دے ہی نہیں رہا۔ جب میں اپنی طرف سے دے ہی نہیں رہا تو اپنی طرف سے تبدیل کیسے کردوں۔ میں خود اتباع کرتا ہوں صرف اس وحی کی جو میری طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اور پھر یہاں پھر اسی آیت کو دہرایا گیا ہے۔ یہ تین جگہ دہرایا گیا ہے دو جگہ کا تو میں نے ذکر کیا ہے۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ میں تو وحیٔ باری، وحی خدا کا کامل متبع ہوں۔ تم میری پیروی کرو۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کا کامل متبع، کامل اتباع کرنے والا ہوں۔ اِتَّبِعُوْنِيْ میرے پیچھے آؤ۔ تم بھی کامل اتباع کرو۔ اپنی طرف سے کوئی چیز بیچ میں نہ گھسیڑو۔ خدا تعالیٰ تم سے پیار کرنے لگ جائے گا جس طرح وہ مجھ سے پیار کرتا ہے، مجھ سے وہ پیار کر رہا ہے۔ اس حالت کو بدل کے میں اپنی حالت کو کیسے برداشت کرسکتا ہوں۔ اِنِّيْۤ اَخَافُ خوف میرے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں نے نافرمانی کی اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ سے مجھے محفوظ نہیں کرسکتی۔

یہ جو کہا تھا کہ ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اس کا جواب سورۃ یونس کی اگلی آیت سترھویں آیت میں دیا ہے۔ پہلی سولہویں آیت تھی اور فرمایا قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ ان کو کہہ دو اگر خدا تعالیٰ اس قرآن کی بجائے کوئی قرآن، یہ تو یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر مضبوطی سے قائم ہیں کہ خدا نے بھیجا ہے، تو کہا کہہ دو کہ اگر خدا نے یہ بھیجا ہے، اگر خدا یہ چاہتا کہ اس کی بجائے کوئی قرآن نازل نہ کرتا تو خدا مجھے یہ نہ کہتا کہ آج میں نے تمہاری تعلیم کو مکمل کر دیا ہے قیامت تک کے لئے۔ پھر میرے پر کوئی اور قرآن نازل ہوتا۔ پھر جب خدا کی وحی اُور الفاظ میں نازل ہوتی مَیں وہ تمہارے سامنے پیش کر دیتا لیکن میرے پر تو یہ وحی نازل ہوئی ہے اور میں نے تمہارے سامنے پیش کر دی ہے۔ دوسرے یہ کہا کہ اگر خدا چاہتا تو کوئی اور قرآن کسی اور شکل میں کسی اور پر نازل کرتا۔ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ وہ تمہیں اس تعلیم سے آگاہ نہ کرتا جو میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں بلکہ وہ قرآن، کوئی اور تعلیم بھیجتا، یہ قرآن نہ بھیجتا۔ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ اگر خدا چاہتا تو اس قرآن کریم کی آیات بیّنات مَیں پڑھ کے تمہیں نہ سناتا۔ یہ تعلیم تمہارے سامنے پیش نہ کرتا۔ پھر وہ تعلیم پیش کرتا جو خدا چاہتا کہ میں تمہارے سامنے پیش کروں۔

وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ یہاں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ خدا پھر میرے پر یہ قرآن نازل نہ کرتا۔ اگر خدا یہ چاہتا کہ جو تم مطالبہ کرتے ہو وہ پورا ہو کہ یہ قرآن نہ ہو کوئی اُور ہو، اگر خدا کی بھی یہی مرضی ہوتی تو خدا میری طرف یہ نہ بھیجتا وہ ایک اور تعلیم لے کر آتا لیکن میرے پر اس وحی کے علاوہ کسی اُور وحی کا نازل نہ ہونا اور کسی اور کا خدا تعالیٰ کی وحی لے کر نہ آنا ثابت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ کوئی اور وحی تمہارے سامنے پیش کی جائے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ان کو کہہ دو لمبی عمر تم میں گزار چکا ہوں چالیس سال ہو گئے دعویٰ سے پہلے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ یہ چالیس سالہ زندگی جو میں نے تمہارے اندر گزاری ہے اس سے تمہاری عقل کو یہ نتیجہ نکال لینا چاہئے تھا کہ میں جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ میں افترا نہیں کرتا۔ کیا تم کو بخوبی معلوم نہیں کہ افترا کرنا میرا کام نہیں اور جھوٹ بولنا میری عادت نہیں۔ تو جس شخص نے اتنی لمبی زندگی میں نہ کبھی افترا کیا ہو اور نہ جھوٹ بولا ہو

اور تم سارے کے سارے اس بات کے گواہ ہو آج یہ کیوں نہیں سمجھتی تمہاری عقلیں کہ جب انسان کے سامنے میں نے جھوٹ نہیں بولا تو خدا تعالیٰ کے سامنے میں کیسے جھوٹ بولوں گا۔

یہ جو زندگی اس صدق اور وفا کے ساتھ اور محبت کے ساتھ اور خدا تعالیٰ سے کامل تعلق کے ساتھ، خدا تعالیٰ کا کامل پیار لیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گزاری، اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت کچھ لکھا ہے اس کا ایک چھوٹا سا اقتباس حسنِ اقتباس جس پر حسنِ اتفاق سے آج میری نظر پڑی وہ لاہور میں انہوں نے چھاپا ہوا ہے۔ میں نے تو پہلے سے دیکھا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”واقعاتِ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم وامید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارہ کر کے اپنے مولا کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔“

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲)

یہ عبارت ایک قسم کی تمہیدی رنگ میں تھی۔ اس کے بعد اب میں اصل مضمون کو لیتا ہوں یعنی وہ نصیحت جو میں جماعت کو کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ ان آیات سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم ہمارے حق میں دی وہ خدا تعالیٰ کی وحی سے آپ نے حاصل کی، اپنی طرف سے کچھ نہیں دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نور ہم تک پہنچایا وہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ کے نور کا ہی ایک حصہ تھا جسے آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں بانٹنا چاہتا تھا۔ وہی نور ہے اس سے باہر ساری ظلمات اور اندھیرے ہیں۔

یہ جس کو ہم معاشرہ کہیں جو آپ پیدا کرنا چاہتے تھے امت محمدیہ میں اسے ہم نظام کہیں، اسے ہم ضابطہ حیات کہیں ان آیات سے واضح ہے کہ جو کچھ بھی اسے ہم کہیں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تعلیم خدا تعالیٰ نے ہماری طرف بھیجی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ ہیں اور اسی طرح آپ کے لئے ضروری تھا اس تعلیم پر عمل کرنا اور سب سے بہتر طور پر اور حسین طور پر اور نور سے بھر پور طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعلیم پر عمل کیا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اسوہ حسنہ بنا دیا۔ یہ نظام خدائی نظام ہے۔ یہ تعلیم، یہ معاشرہ خدا نے قائم کیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم نہیں کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس تعلیم کو لانے والے، اس نور کو پھیلانے والے، ظلماتِ انسانی کو دور کرنے والے ہیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ نظام بنانے والے نہیں ہیں۔ اس تعلیم کے موجد، اس تعلیم کے مصنف جو ہیں اور معلم جو ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں وہ ہمارا رب کریم ہے۔

اس نظام، اس تعلیم کے متعلق یہ جو مطالبہ ہے کہ ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ یہ اگر ہم چودہ سو سالہ تاریخ پر نظر ڈالیں صرف مخالفین کا نہیں بلکہ ہر بدعت جو دنیا کے کسی علاقہ میں امت محمدیہ کے کسی گروہ میں پیدا ہوئی زبانِ حال سے یہ مطالبہ تھا کہ قرآن کو بدلو ہمارے لئے، ہماری مرضی کے مطابق بناؤ۔ وہ بدرسومات، ہر وہ عمل جو عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ تھا جو قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف تھا وہ زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ ہم بدلا ہوا قرآن چاہتے ہیں۔ وہ قرآن نہیں چاہتے، وہ تعلیم نہیں چاہتے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نازل کی۔ اگر ہم احمدی واقع میں خدا تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والے اور حقیقتاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے اسوہ سمجھنے والے اور آپ کے اعلانات کی قدر کرنے والے اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ کا بھی آپ نے اعلان کیا ہے، اس حقیقت کو سمجھنے والے ہیں تو ہمیں تمام بدرسومات کو چھوڑنا پڑے گا۔ تمام بدعملیوں سے اجتناب کرنا پڑے گا۔ وہ زندگی اپنے معاشرہ میں پیدا کرنی پڑے گی۔

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ یہ اعلان جو ہے وہ صرف ان کے لئے نہیں جو آپ کی زندگی میں انہوں نے بہتوں نے کہا۔ قرآن کریم کہتا ہے

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ (القلم:۱۰) آپ نے فرمایا قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ قدرت نہیں ہے مجھ میں۔ اس کے کئی معنے ہیں جو اس لفظ میں پوشیدہ ہیں۔ بڑا ہی پیارا فقرہ ہے۔ ہر فقرہ ہی قرآن کریم کا پیارا ہے۔ کبھی نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آجاتا ہے اس کا حسن۔ کبھی ہماری غفلتوں کے نتیجہ میں نہیں نمایاں ہوتا۔

ایک اس کے معنے یہ ہیں کہ کہہ دے مَا يَكُوْنُ لِيْٓ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ مَیں بدلوں اس لئے کہ میں نے خدا کے نور کو، اس کے حسن کو اپنی زندگی میں دیکھا اور مشاہدہ کیا۔ مَیں اپنے رب کا عاشق ہوں۔ اس کے حسن کو دیکھ کے علیٰ وجہ البصیرت صرف کہانیاں سن کے نہیں۔ مَیں نے ایک نور کو پایا۔ حسن کو دیکھا۔ میری آنکھیں کھل گئیں۔ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میرا معشوق مجھے ایک بات کہے اور مَیں اس کو تبدیل کروں۔ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ میری طاقت میں نہیں ہے کہ مَیں بدلوں۔ ایک معنے یہ ہیں مَا يَكُوْنُ کے۔

دوسرے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی عظمت وجلال کے جلوے میرے پر ظاہر کئے ہیں۔ اس کی کبریائی، اس کا جلال جو ہے اس کی میں معرفت رکھتا ہوں اور اس عظمت وجلال کے سامنے ہر مخلوق لرزاں ہے۔ میں بھی ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے نافرمانی کی تو میرا کیا حال ہوگا۔ میں یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہو اور مَیں اس میں ردوبدل کرنا شروع کردوں۔ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ مَیں یہ نہیں کرسکتا۔

تیسرے قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ کے معنے یہ ہیں۔ میں بچہ تھا۔ یتیم ہوگیا۔ مجھے پہچاننے والے نہیں تھے۔ مجھ سے دشمنی کرنے والے سارے ہی تھے۔ چند ایک تھے اپنے جو تھوڑا بہت مجھے پہچانتے تھے۔ جب خدا نے کہا میرے نام پر، میری تعلیم کی طرف رؤسائے مکہ کو اور ساری دنیا کو بلاؤ تو سارے ہی میرے مخالف ہوگئے۔ میری جان کے دشمن ہوگئے۔ تیرہ سالہ مکی زندگی میں مجھ پر اور مٹھی بھر میرے ماننے والوں پر انتہائی مظالم انہوں نے ڈھائے۔ خدا نے کہا ہجرت کر جاؤ۔ میں مدینہ چلا گیا خدا کے حکم سے۔ میرا پیچھا کیا انہوں نے۔ میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔ سارے کے سارے عرب کو میرے خلاف اکٹھا کرلیا۔ حملہ آور ہوگئے مدینہ پر۔ ہوتے رہے۔ جب کچھ جوش ان کا ٹھنڈا ہوا تو کسریٰ اور قیصر کو میرے خلاف کردیا۔ اتنی زبردست طاقتیں

ایک اکیلے کے خلاف جمع ہوگئیں کہ ان کی ایذا سے بچنا ناممکنات میں سے تھا۔ اگر میرا خدا مجھ پر احسان نہ کرتا جس نے پہلے دن سے مرتے دم تک احسان پر احسان کیا مجھ پر۔ میری جھولیاں بھر دیں اپنے احسانوں سے اور اپنی بشارتوں سے قیامت تک کے لئے میری امت کی خوشحالی کے سامان پیدا کر دیئے۔ اتنے بڑے احسان کے بعد مجھ سے یہ ہوسکتا ہے؟ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيَٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ کہ میں خدا کے کلام کو اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں بے وفا اور احسان کش نہیں ہوں۔

اور چوتھے قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيَٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ کے یہ ہیں۔ اعلان کر دو کہ خدا نے میری فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ میں افترا نہیں کرتا۔ میری فطرت جو ہے وہ افترا نہیں کرتی۔ میں خدا پر کیسے افترا کروں۔ خدا مجھے کہتا ہے یہ تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرو۔ تمہاری خاطر تمہیں خوش کرنے کے لئے تمہاری مرضی کے مطابق میں رد و بدل کیسے کر دوں۔ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيَٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ میری فطرت Revolt (کراہت) کرتی ہے۔ میں نہیں کرسکتا ایسا کام۔ فطرتیں بدل جاتی ہیں حالات میں عادتیں بن جاتی ہیں۔

اور آخری معنے اس کے یہ ہیں قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيَٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ جھوٹ بولنا میری عادت نہیں۔ چالیس سال تم میں رہا ہوں۔ تم گواہ ہو کہ جھوٹ بولنا میری عادت نہیں ہے۔ اس وجہ سے بھی عادت نہیں ہے کہ خدا کے پیار کی گود کا پالا ہوں۔ میری فطرت بدلی نہیں جاسکتی تھی جب کہ خدا تعالیٰ کے نور نے میرا احاطہ کیا ہوا ہو اور اس کی گود میں میں نے پرورش پائی ہو۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ میں بدلوں گا نہیں۔ میں پیروی کروں گا اس وحی کی جو مجھ پر نازل ہوئی ہے اور جو میرے ماننے والے ہیں وہ میرے نقشِ قدم پر اس وحی کی پیروی کرنے والے ہوں گے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ یہ ذمہ داری ہے جماعت احمدیہ کی۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ اگر نافرمانی کروں تو عذاب یوم عظیم سے میری حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ امت محمدیہ کا کوئی فرد نافرمانی کرے گا اپنی مرضی کے مطابق، ماحول سے متأثر ہوکر، خدا تعالیٰ کے کلام اور احکام کو بدلے گا اور سمجھے گا کہ وہ معاف کر دیا جائے گا اس بغاوت کے بعد بھی۔ یہ بڑی خطرناک غلط فہمی ہے اس

سے بچنا چاہیئے۔

خدا کی وحی نے اس دین کو، اس تعلیم کو، اس نظام کو، اس معاشرہ کو مکمل کر دیا۔ اَلۡیَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ (المآئدة:۴) میں ایک اور تصور بھی آ گیا۔ ٹھیک ہے ردو بدل نہیں کوئی اور نہ لاؤ لیکن جو خامیاں رہ گئی ہیں ان کو دور کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم نے اعلان فرمایا قرآن عظیم میں کوئی خامی نہیں جسے دور کرنے کی قیامت تک ضرورت ہے۔ اس واسطے کسی ردو بدل کی بھی ضرورت نہیں۔

یہ جو معاشرہ ہے اور نظام ہے اور اسلامی احکام کے مطابق زندگی گزارنا ہے، یہ بتا رہا ہے کہ اسلام تو مخالفتوں کی گھناؤنی ظلمت کے باوجود اپنی روشنی کو پھیلاتا رہا اور اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ کا جو نظارہ تھا آپ کے متبعین میں بھی وہ چودہ سو سال میں نظر آ رہا ہے بڑا لمبا مضمون بنتا ہے۔

اُس وقت کسریٰ اور قیصر تھے۔ اِس وقت امریکہ، یورپ، ماسکو USSR اور چین وغیرہ بڑے بڑے ملک ہیں جنہوں نے دنیا میں ترقی کی۔ یہ علاقے کسی زمانہ میں اتنے پس ماندہ تھے کہ کوئی انتہا نہیں۔ اس وقت ان کی روحانی ترقیات اتنی مفلوج ہیں کہ آدمی سوچ کے بھی پریشان ہوتا ہے۔ یہ خود پریشان ہیں۔ میں باہر جاتا ہوں۔ مجھ سے باتیں کرتے ہیں۔ ایسے ان میں بھی ہیں جنہوں نے یہاں تک کہا کہ پہلے انبیاء کی جو جماعتیں تھیں، جن قوموں کی طرف ان کو بھیجا تھا۔ جنہوں نے انکار کیا، ان کی بدفعلیوں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا اور صفحۂ ہستی سے ان کو مٹا دیا ہم پر کیوں عذاب نازل نہیں ہوتا یعنی ایک طرف اتنی زیادہ مہذب اور ترقی یافتہ بھی ہیں۔ دوسری طرف ان کی سوچوں میں یہ خیالات بھی آتے ہیں۔ خود مَیں نے کانوں سے سنے ہیں۔ اگر ہلاکت کو طلب کرنے والوں کی جماعتوں میں آپ میں سے کسی نے شامل ہونا ہے تو آپ کی مرضی اور اگر خدا کے پیار کو حاصل کر کے ان کی اصلاح کی توفیق پانی ہے اور خدا کے پیار کو اسی طرح حاصل کرنا ہے جس طرح خدا کے پیار کو پہلوں نے حاصل کیا تو یہ آپ کے اپنے اوپر موقوف ہے۔ ہر شخص اپنی مرضی جان کا ذمہ وار ہے اور جماعت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ جو خدا کے احکام کی طرف توجہ نہیں کرتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو داغدار

کرنے کی اپنی عملی کوششوں، اپنے بداعمال سے کوشش کرتا ہے اسے جماعت سے باہر نکال دو۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو نظام لائے میں نے کوشش کی ہے وہ واضح کر دوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے کوئی نظام قائم نہیں کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا نظام قائم کیا اور یہ اعلان کیا کہ مجھے اتنا پیار ہے اس نظام کے ساتھ کہ اگر میں اپنی ذرا سی بھی مرضی بیچ میں چلاؤں اور کوئی ردو بدل کروں تو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ تو آپ کو کون بچانے والا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے ہونے کا دعویٰ کریں گے؟ یہ خیال کریں گے کہ خدا تعالیٰ سے وہ پالیں گے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پا سکے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو وہ پایا کہ جو فرشتوں کا خیال بھی وہاں تک نہیں پہنچا۔ وہ جو حضرت آدم علیہ السلام کا قرآن کریم میں واقعہ ہے وہ فرشتوں کی جہالت کا نمایاں مظاہرہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں ملتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے پیارے نبی، رسول ایک چھوٹی سی جماعت تھی اس وقت انسانوں کی ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ عام ان کو تعلیم دی گئی تھی۔ ایک چھوٹا سا حصہ قرآن کریم کا ان کو ملا تھا لیکن انسانوں کو جو ملنے والا تھا وہ تو خدا تعالیٰ کا انعام اپنے عروج کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ملا اور اتنی شان سے ملا ہے انعام آپ کو تو ساری عمر خدا تعالیٰ کی حمد کرتے رہیں تو آپ اس کا شکر نہیں ادا کر سکتے۔ میرا سر سجدہ میں جب زمین کے اوپر ٹکتا ہے ماتھا تو اس وقت یہ احساس نہیں ہوتا کہ میں بہت جھک گیا ہوں۔ اس وقت یہ احساس ہوتا ہے کہ جتنا جھکنا چاہیئے خدا کے سامنے نہیں جھک سکا کیونکہ زمین اس طرف سے روک ہوگئی۔ ہر ایک کا یہی خیال ہونا چاہیئے۔

تو یہ ابتدا ہوگئی ہے میری تقریر کی۔ سوچا میں نے آج یہ کہ کچھ عرصہ غیر معینہ تک انتہائی پیار کے ساتھ آپ کی اصلاح کی کوشش کروں گا۔ آپ کو آگے بڑھانے کی کوشش کروں گا۔ سارے تو اس اصلاح کے محتاج نہیں لیکن اس اصلاح کے محتاج ہیں کہ جہاں تک انہوں نے پیار

حاصل کیا اس سے زیادہ پیار حاصل کریں اور کچھ تھوڑی سی سختی بھی ساتھ کروں گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام نے آج ساری دنیا پر غالب آنا ہے اپنی حسین تعلیم کے ذریعہ سے، پیار اور خدمت کے ذریعہ سے تو آپ کو اپنی زندگیوں میں انقلابِ عظیم لانا پڑے گا قبل اس کے کہ نوعِ انسانی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلابِ عظیم بپا ہو۔ اس کے لئے تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے سب کو توفیق عطا کرے۔ آمین

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)